رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۸ | مورخہ ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۳۰ر رجب سنہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔

احمدیہ ٹورنامنٹ کی کھیلیں عمدگی کے ساتھ اعلیٰ انتظام کے ماتحت ہو رہی ہیں۔ فٹ بال اور رسہ کشی میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیمیں جیتیں۔ ایک میل کی دوڑ اور والی بال میں مدرسہ احمدیہ کو کامیابی حاصل ہوئی بعض کھیلوں کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بھی تشریف لے گئے۔ مستورات کے لئے ہائی سکول کی چھت پر بیٹھکر کھیلیں دیکھنے کا انتظام تھا۔

۲۰ر جنوری نماز جمعہ سے قبل مسجد اقصیٰ میں ایک عیسائی فضل مسیح صاحب جو ڈہاری وال میں کمپونڈر تھے۔ معہ اہل وعیال جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

۲۰ر جون سنہ ۱۹۲۸ء کا مجوزہ جلسہ
اور
احمدی خواتین

۱۰ر جنوری کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا فرمودہ ۶ر جنوری کا خطبہ جمعہ بہنوں نے مطالعہ کیا ہوگا جس میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ۲۰ر جون سنہ ۱۹۲۸ء کو ہر جگہ جلسے کئے جائیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے احسانات پر لیکچر دئے جائیں۔ تاکہ دنیا کو جو اس مقدس انسان کی بے نظیر خوبیوں اور عظیم الشان احسانات سے ناواقف ہے۔ واقف کیا جائے۔ اور دشمنان اسلام جو اس ناواقفیت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کا سدباب کیا جائے۔ حضرت امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کم سے کم ایک ہزار آدمی اپنے نام پیش کریں۔ جن کو اس کام کے لئے تیار کیا جائے گا۔

جس طرح مردوں میں ایک کثیر حصہ مسلمانوں کا اور قریبًا سارے غیر مسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کے صحیح حالات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ طبقۂ نسوان اس ہادیٔ کامل کی پاک سیرت سے قطعًا بے خبر ہے۔ اور مردوں کی طرح عورتوں کو بھی آپؐ کے فضائل واحسانات سے واقف کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دریں حالات ضروری ہے۔ کہ مقررہ تاریخ یعنی ۲۰ر جون کو عورتوں کے جلسے بھی منعقد کئے جائیں۔ جن میں حضرت امام ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے مطابق تقریریں کی جائیں۔ مضمون سنائے جائیں۔ اور ہر قوم اور ہر طبقہ کی مستورات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات وفضائل سے واقف کیا جائے۔

ہماری بہنوں کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد حضرت امام ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں اس غرض کے لئے اپنے نام پیش کردیں۔ اور حضور کی ہدایات کے ماتحت پوری محنت سے تیاری کرکے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی حفاظت

سے ہمیں جو فرض ہم پر عائد ہوتا ہے۔ اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں ؛

یوں تو خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں بہت سی صاحب علم بہنیں موجود ہیں۔ جو اس کام کو خوبی کے ساتھ انجام دے سکتی ہیں۔ لیکن میرے جیسی کم علم بہنیں بھی اگر عزم و استقلال کے ساتھ کوشش کریں۔ تو اللہ تعالٰی کے فضل اور اس کی مدد سے بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ کرنے ہی سے دنیا میں سب کام ہوتے ہیں۔ نہ کرنے سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کم علمی ذمہ داری سے آزاد نہیں کر دیتی۔ اگر ہم زیادہ نہیں کر سکتیں۔ تو جو کچھ بھی کر سکیں ضرور کرنا چاہیئے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بالخصوص ہماری کمزور جنس پر بہت زیادہ ہیں۔ یہ آپ ہی کے لطف و کرم کا نتیجہ ہے۔ کہ آج دنیا میں ہماری عزت ہے اور ہم بھی انسانیت میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک سمجھی جاتی ہیں۔ پیاری بہنو! ہم اپنے پیارے نبیؐ کی عزت کی حفاظت کے لئے جو کچھ بھی کریں۔ آپ کے احسانات کے مقابلہ میں کم ہی ہوگا۔ اگر ہمارے دلوں میں اپنے پیارے نبیؐ کی محبت ہے۔ اور آپ کی توہین ہمارا دل دکھاتی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم ایسے وقت میں جبکہ دشمنان اسلام آپ کی مقدس و مطہر ذات پر ناپاک حملے کر رہے ہیں۔ خاموش بیٹھی رہیں۔

آئیے۔ ہم اس کام میں عملی حصہ لینے کا مصمم عزم کر لیں۔ اور اللہ تعالٰی کے فضل پر بھروسہ کرتی ہوئی فدائیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہرست میں اپنا نام درج کرا دیں۔ خدا تعالٰی اس کی مدد فرمائیگا۔ جو حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوگا ؛

میں اس غرض کے لئے اپنا نام حضرت امام ایدہ اللہ تعالٰی کی خدمت میں عرض کر چکی ہوں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ ہماری تمام بہنیں پورے جوش کے ساتھ اس کام میں شریک ہوں گی۔ اگر ہم نے اس کام کو خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ تو انشاء اللہ تعالٰی یہ ہماری جماعت کا ایک زریں کارنامہ ہوگا ؛ عاجزہ زکیہ خاتون از مونگیر

الفضل :۔ محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ نے جو تحریک خواتین کے متعلق کی ہے۔ بہت مبارک ہے۔ ہر جگہ کی احمدی خواتین کو اپنے اپنے ہاں ۲۰ ر جون کو زنانہ جلسے منعقد کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح بیان کرنے کا ضرور انتظام کرنا چاہیئے۔ اس کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے عنقریب انشاء اللہ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ہدایات جاری ہوں گی ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شرائط بیعت منظوم

(از مولوی نعمت اللہ خان صاحب گوہر بی اے)

عہد و بیعت کی شان کا اظہار
نثر حسن و جمال کی صورت
اس عبارت میں دیکھ اے ہشیار
نظم غنج و دلال کی صورت

یہ عہد کرتا ہوں صدق دل سے۔ میں ہاتھ پر اپنے میرزا کے
کہ جب تلک دم میں دم ہے بیرے میں شرک سے مجتنب رہونگا

بُری نظر جھوٹ اور زنا سے۔ فجور و فسق اور ہر خطا سے
بچوں گا میں ظلم اور جفا سے کبھی بغاوت نہیں کروں گا

نہ ہوں گا مغلوب ہرگز اس سے۔ جو یہ بدی پر مجھے ابھارے
ہو نفس امارہ حملہ آور۔ تو اس کی چھاتی پہ میں چڑھوں گا

پڑھوں گا اخلاص سے نمازیں۔ سحر کو مانگوں گا میں مرادیں
درود پڑھ پڑھ کے مصطفٰےؐ پہ میں طالب مغفرت رہوں گا

بیاد احسان رب کعبہ۔ جیوں گا لے لے کے نام اس کا
ہمیشہ سیراب آب الحمد۔ کشت دل کو رکھا کروں گا

زباں سے اور ہاتھ سے نہ دوں گا کبھی میں خلق خدا کو ایذا
جو ہیں مسلمان بھول کر بھی کبھی نہ ان سے بدی کروں گا

ہو رنج و کلفت کہ یُسر و راحت۔ ہو قعر ذلت کہ تخت عزت
رہوں گا راضی قضا پہ اس کی کبھی نہ اس راہ سے ہٹوں گا

رہوں گا طیار رہ میں اس کی۔ میں جھیلنے کو ہر ایک سُولی
اُٹھیگی آندھی مصیبتوں کی۔ میں اور اخلاص میں بڑھوں گا

نہ اتباع رسوم ہوگی۔ نہ کچھ ہوا و ہوس سے رشتہ
میں اور قرآن کی حکومت۔ اسی کے سائے میں میں جیوں گا

پس از کلام خدا۔ خدا کے نبی نے جو کچھ کہا زباں سے
بناؤں گا خضر راہ اس کو۔ اسی کے فرمان پر چلوں گا

نہ آئیگی نام کو رعونت۔ نہ دل میں میرے غرور و نخوت
فروتنی۔ خوشخوئی حلیمی سے عمر اپنی گذار دوں گا

جو شے ہے سب سے عزیز و دلبند۔ ہو جان و عزت کہ مال و فرزند
فدائے دین متین کر کے جہاں میں اس کی بہا رہوں گا

جو طاقتیں حق نے مجھکو بخشیں۔ جو نعمتیں اپنے فضل سے دیں
وہ نوع انساں پہ کر کے قرباں معین خلق خدا رہوں گا

بالآخر اے میرے پیارے آقا۔ یہ مجھ میں اور تجھ میں عقد ہوگا
کہ تیرے ارشاد پر ہمیشہ۔ سر اطاعت کو خم کروں گا

نہ بعد تیرے کسی سے رشتہ۔ نہ بن ترے ہوگا کوئی مولےٰ
کسی کی ہوگی نہ مجھکو پروا۔ میں تیری الفت کا دم بھرونگا

مولوی نعمت اللہ خان صاحب گوہر بی۔ اے قادیان نے یہ نظم خوبصورت قطع کی شکل میں بھی شائع کی ہے۔ احباب صرف محصولڈاک بھیج کر ان سے طلب کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۲۸ء [?]

کانگریس کی قرار داد مفاہمت

ہندو ایک عرصہ سے یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستان سے جداگانہ نیابت کے طریق کو منسوخ کرا کر مشترکہ اور مخلوط انتخاب رائج کرائیں۔ اس کوشش اور مطالبہ کے لئے وہ خواہ کتنے ہی فلسفیانہ دلائل پیش کریں۔ مگر ارباب دماغ اور حقیقت بین اصحاب اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ اس کی تہ میں ایک عمیق سازش کام کر رہی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی من حیث القوم علیحدہ ہستی نہ رہے۔ اور ہندو اپنے اس اثر ورسوخ سے جو دانشمند اور مالدار ہونے کی وجہ سے ان کو غریب مسلمانوں کے کثیر طبقہ پر حاصل ہے۔ کام لیتے ہوئے تمام کونسلوں اور ملکی کانسٹی ٹیوشنز پر قبضہ کریں۔

اس خطرہ کو دیکھتے ہوئے دردمند مسلمانوں کا مطالبہ ہے۔ کہ جب تک مسلمان اقتصادی اور تعلیمی لحاظ سے غیر اقوام کے ہم پلہ نہ ہو جائیں۔ اور جب تک ان میں رائے کی قدر وقیمت کا ذمہ دارانہ احساس رکھنے کی اہلیت نہ پیدا ہو جائے۔ اس وقت تک۔ اصول جداگانہ نیابت کو برقرار رکھا جائے۔ ہندو اپنے اس مقصد میں کامیابی کے لئے پیہم کوششیں کر رہے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں ان کے کئی ایک لیڈر ہر سال ولایت جا کر ذمہ دار ممبران پارلیمنٹ اور ولایت کی پبلک کو اپنا ہم خیال بنانے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اب اس آواز کو کانگریس کے پلیٹ فارم سے بلند کیا ہے۔ اور ایک مرتبہ پھر اس خواہش کی تکمیل کے لئے باقاعدہ جدوجہد شروع کر دی ہے۔ اور کہنا پڑتا ہے کہ یہ کوشش اور جدوجہد پہلی تمام کوششوں سے زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔ کیونکہ اس میں بعض ایسے اشخاص بھی ان کے ہم آہنگ ہو گئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کے لیڈر اور ان کے ہی خواہ ہمدرد ظاہر کرتے ہیں۔ ان اصحاب کو اس بات کا ذرہ بھی خیال نہیں آیا۔ کہ اس طرز سے مسلمانوں کو من حیث القوم کس قدر نقصان پہونچیگا۔ انہوں نے مسلمانوں کی غلط نمائندگی کرتے ہوئے ہندوؤں سے اس امر میں اتفاق کر لیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مشترکہ انتخاب کا طریق رائج کیا جائے حالانکہ وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ مسلمانوں کی ہر جماعت اور ہر فرقہ جداگانہ نیابت کی ضرورت واہمیت کا احساس کر رہا ہے۔ اور موجودہ حالات میں کسی قیمت پر بھی اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے قوم کی آراء اور خیالات کی مطلقاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور اسلامی مفاد کو پیوند زمین کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہم مسلمانان ہند کو بالعموم اور مسلمانان پنجاب کو بالخصوص توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ پورے زور کے ساتھ اس قرارداد کی مخالفت کریں۔ اور ان لیڈروں کے فیصلہ کو ہرگز قبول نہ کریں۔ جو ہندوؤں کو خوش کرنے کیلئے مسلمانوں کو مخلوط انتخاب کے مذبح پر قربان کر رہے ہیں۔ اس قرارداد کا مسلمانان پنجاب کی اکثریت پر نہایت برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ اگر اسے قبول کر لیا گیا۔ تو پنجاب میں مسلم اکثریت کے تباہ اور رفتہ ہونے میں کوئی شبہ نہ رہ جائے گا۔ اس قرارداد کی یہ دو شقیں خاص طور پر ایسی ہیں۔ جن کے متعلق مسلمانان پنجاب کو خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

"دوسرے صوبوں کی اقلیتوں یعنی مسلمانوں کو زائد از استحقاق نیابت دینے کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ باہمی سمجھوتہ سے پنجاب کی اقلیتوں یعنی ہندوؤں اور عیسائیوں کو مسلمان مراعات دیں"

"پنجاب میں نشستوں کی تخصیص کے وقت سکھوں کی نمائندگی کا خاص خیال رکھا جائے گا"

پہلی شق کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ صوبجات متحدہ یو۔ پی اور دیگر صوبجات میں جہاں ان کی آبادی نہایت ہی قلیل ہے۔ ان کو کچھ زائد از آبادی حقوق دئے جائیں۔ تو اس کی یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ پنجاب کے مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کو خاص مراعات دیں۔

لیکن اس میں قابل غور امر یہ ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کو صرف پانچ فیصدی اکثریت حاصل ہے۔ اور اگر دیگر صوبجات کے مسلمانوں کا معاوضہ پنجاب سے ادا کیا جائے۔ تو پنجابیوں کے لئے خود کچھ نہ رہیگا۔ اگر صوبہ سرحد یا بلوچستان کے متعلق یہ فیصلہ کیا جاتا۔ کہ نفاذ اصلاحات کے بعد وہاں کے ہندوؤں کو اسی طرح خاص حقوق مسلمانوں کی طرف سے دئے جائیں۔ جس طرح ان صوبوں میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو دئے جائیں گے۔ جہاں مسلمان بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ مثلاً یو۔ پی۔ مدراس اور بمبئی میں تو یہ ایک معقول بات ہو سکتی تھی۔ کیونکہ سرحد میں مسلمانوں کی معقول اکثریت ہے۔ مگر پنجاب کے متعلق جہاں مسلمانوں کو صرف پانچ فیصدی اکثریت حاصل ہے ایسا فیصلہ کرنے کا مفہوم سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ پنجاب کے جو اسلامی دنیا میں ایک خاص رتبہ رکھنے کی وجہ سے ہر ہندو کی آنکھ میں خار کی طرح کھٹکتا ہے۔ کمزور کیا جائے۔ اور یہاں کی اسلامی اکثریت کو مٹا دیا جائے۔

پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کو مراعات دینے پر ہی یہ منصفانہ کارروائی ختم نہیں ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کے بعد جو کچھ مسلمانوں کے پاس بچیگا۔ اسے چھیننے کے لئے مزید انتظام اس قرارداد کی حسب ذیل چوتھی شق سے کیا گیا ہے۔

"پنجاب میں نشستوں کی تخصیص کے وقت سکھوں کی نمائندگی کا خاص خیال رکھا جائے"

یہ بات نہایت ہی حیرتناک ہے۔ کہ باہمی کھان پان رشتہ داریوں اور دیگر معاملات میں گو سکھ اور ہندوؤں میں قومی تمیز نہیں سمجھی جاتی۔ اور آریوں کی طرف سے سکھوں کو ہندو جاتی کا جزو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا جاتا ہے۔ مگر جب تقسیم حقوق کا سوال آتا ہے۔ تو ہندو اور سکھ دو علیحدہ علیحدہ ہستیاں قرار دی جاتی ہیں۔ اور سکھوں کو پنجاب کی اہم ترین اقلیت قرار دیکر ان کی نمائندگی کے لئے خاص انتظام ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مگر نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ مسلم رہنماؤں کو اس بات کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں ہوتا۔ اور نہایت فراخدلی سے ہندوؤں کی چالوں پر مہر تصدیق ثبت کر دیتے ہیں۔ جن کے مدنظر اول تو یہ بات ہے۔ کہ اگر مسلمانان پنجاب اپنی قلیل اکثریت کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ تو اس بہانہ سے دیگر صوبجات کے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کیا جا سکے اور اس طرح ان صوبوں کے مسلمان پنجاب کے مسلمانوں سے ناراض ہو کر ان کے مخالف ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ اگر مسلمان سکھوں کو زائد نیابت دینے سے انکار کریں۔ جیسا کہ ان کو یقین ہے۔ کہ وہ ضرور کریں گے۔ تو پنجاب کے سکھ پنجاب کے مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھ لیں۔ اور اپنی قومی ترقی کی راہ میں حائل سمجھکر ان کو کچلنے کے لئے ہندوؤں کے ساتھ تعاون کریں۔

اندریں حالات مسلمانان پنجاب کا اہم فرض ہے۔ کہ وہ کانگریس کی اس قرارداد مفاہمت کو ہرگز ہرگز قبول نہ کریں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا اتنا گہرا گڑھا کھودا گیا ہے۔ کہ اگر مسلمان ایک دفعہ اس میں گر گئے۔ تو پھر اس میں سے ان کا نکلنا ناممکن ہو جائیگا۔

مسلمانوں کو اس وقت سوچ سمجھکر قدم اٹھانا چاہیئے اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے اگر انہوں نے غلط مشورہ کا شکار ہو کر مخلوط انتخاب کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ تو اس کا بہت خطرناک خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

آریوں کا ایک اشتعال انگیز پمفلٹ

آریوں کی تاریخ اس امر پر شاہد ناطق ہے۔ کہ دوسروں کی دلآزاری اس قوم کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ اور جب تک یہ لوگ کسی بزرگ یا خدا کے فرستادہ کی توہین نہ کریں۔ انہیں چین نہیں آتا معلوم ہوتا ہے کہ اس غرض کے لئے آریہ سماج نے خاص انتظام کر رکھا ہے۔ آریہ سماج کی طرف سے مسلمانوں کی دلآزاری تو اسقدر نمایاں ہے۔ کہ اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح وہ بدقسمت لوگ جن کو شودر یا اچھوت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی ان کے ہاتھ سے نالاں ہیں۔ اب سکھ اخبار شیر پنجاب (۸ جنوری) لکھتا ہے۔

آریوں نے سکھوں کو بھی اپنے اس طرز عمل کا تختۂ مشق بنانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک گورکھی پمفلٹ موسومہ ہندو اور سکھ" شائع کیا گیا ہے۔ جس میں یہاں تک لکھا ہے کہ

"شری گورو نانک دیو جی کے سر پر چوٹی تھی"

(شیر پنجاب ۸ جنوری)

معاصر شیر پنجاب نے بجا طور پر اس پر سخت غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے ایک نوٹ بعنوان "ایک نہایت اشتعال انگیز پمفلٹ" شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔

"یہ پمفلٹ ہندوؤں اور سکھوں میں دشمنی اور عناد کی آگ بھڑکا دینے کا موجب ثابت ہوگا"

فی الواقعہ جس پمفلٹ میں حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ ایسے موحد اور خدا پرست کے متعلق یہ لکھا ہو کہ ان کے سر پر چوٹی تھی۔ جو کہ بت پرست اور مشرک ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے اشتعال انگیز ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے۔ اور اس پر جس قدر بھی غم و غصہ کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ ہم چونکہ حضرت گورو نانک کو ایک واجب الاحترام بزرگ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے بھی مذکورہ بالا پمفلٹ کے الفاظ کچھ کم دلآزار اور تکلیف دہ نہیں۔ اور ہم آریہ دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ شیوہ منافرت انگیزی ترک کر دیں اور مقدس لوگوں کی توہین کا ارتکاب کر کے اپنی اخلاقی گراوٹ کا روز بروز زیادہ ثبوت نہ دیں۔

سوامی شردھانند کا فوٹو دہلی میونسپل ہال میں

معلوم ہوا ہے۔ دہلی میونسپلٹی میں یہ تحریک پیش ہونیوالی ہے کہ سوامی شردھانند کا فوٹو میونسپل ہال میں آویزاں کیا جائے۔ شردھانند جی کوئی قومی ہیرو نہیں تھے۔ اور نہ انہوں نے ہندوستان کی متحدہ قومیت کے لئے کوئی کام کیا۔ بلکہ اس کے برعکس تحریک شدھی کے جو اپنے غیر معقول اور ناپسندیدہ طرز کی وجہ سے سخت فتنہ کا باعث بنی۔ بانی تھے۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک آپ کو کوئی قومی رتبہ حاصل نہیں پس ایسے شخص کا فوٹو ایک پبلک ہال میں آویزاں کیا جانا خلاف انصاف ہوگا۔ اس کے علاوہ آپ کی موت چونکہ ایک خاص رنگ میں واقع ہوئی ہے۔ اور باوجودیکہ آپ کا قتل انفرادی فعل تھا۔ جس سے تمام مسلمانوں نے نفرت کا اظہار کیا۔ مگر پھر بھی اسکو تمام مسلمانوں کے سر اس لئے تھوپ دیا گیا۔ کہ اس طرح آپ کی وفات سے ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے منافرت اور عداوت کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ پس ایک پبلک ہال میں آپکا فوٹو یقیناً ابدی منافرت کا موجب ہوگا۔ جسے دیکھکر فطرتی طور پر ہندوؤں کے دل مسلمانوں کی طرف سے رنجیدہ ہوں گے۔ اور مسلمان جائز طور پر آپ کی تصویر کو دیکھکر اور یہ یاد کر کے کہ آپ ہی فساد انگیز طریق پر شدھی کا علم بلند کر کے ہندوستان میں فساد برپا کرنے کا موجب ہوئے تھے۔ ہندوؤں سے کبیدہ رہینگے۔ پس اس فوٹو کا وجود منافرت انگیزی کا ایک مستقل ذریعہ ثابت ہوگا۔ کلکتہ میونسپلٹی اس سے قبل مرزا پارک کے نام کو شردھانند پارک سے تبدیل کرنے میں اسی قسم کی غلطی کا ارتکاب کر چکی ہے۔ اور اگر دہلی میونسپلٹی نے بھی اس طرف قدم اٹھایا۔ تو یہ ایک افسوسناک امر ہوگا۔

ہم ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں سے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ بڑے زور سے اس تجویز کی مخالفت کریں۔ چونکہ شردھانند صاحب محض ایک ہندو لیڈر تھے۔ اور آپکو ہندوستانی لیڈر نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے ایسی پبلک عزت افزائی کے بھی آپ مستحق نہیں ہو سکتے۔

گاندھی جی اور شاہی کمیشن

مدراس کانگریس نے شاہی کمیشن کے خلاف ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ اسے گاندھی جی کمیشن کے تقرر کا کافی اور مناسب جواب نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کے متعلق آپ کا خیال ہے۔ کہ "کانگریس سال بسال اسی قسم کے ریزولیوشن پاس کر کے اپنی تضحیک کرتی ہے"

(ملاپ ۱۴ جنوری)

کانگریس کے ریزولیوشن کو ناکافی اور نامناسب جواب قرار دینے کے بعد آپ فرماتے ہیں۔

"کانگریس سارے ہندوستان کو بائیکاٹ پارچہ کو جو کہ اس کے قبضہ میں ہے۔ آگ کی نذر کر دیتی۔ اور اس طرح ساری قوم کو ہم چپکی کارروائی کرنے کی ترغیب دیتی تو یہ تو کچھ جواب کہلا سکتا تھا۔ اگرچہ تقریری کے مفہوم کا یہ بھی کافی و وافی جواب نہیں تھا"

(ملاپ ۱۴ جنوری)

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اگر کانگریس کا پاس کردہ ریزولیوشن قابل تضحیک ہے۔ تو گاندھی جی کی اس تجویز کو کیا کہنا چاہیئے۔ اپنے ملک کے پارچات کو نذر آتش کر دینے کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ بیکے نقصان مایہ اور دیگر شماتت ہمسایہ باقی رہا یہ سوال۔ کہ حکومت برطانیہ اس کارروائی سے مرعوب ہو کر ہندوستانیوں کی منشا کے مطابق کمیشن کی ترتیب و تدوین کریگی۔ یا اس سے بڑھکر حکومت خود اختیاری عطا کر دیگی۔ سو اس کا تجربہ تحریک عدم تعاون کے ایام میں کافی ہو چکا ہے۔ اور غریب ہندوستانی جن کو تن بدن ڈھانکنے اور پیٹ بھرنے کے لئے سخت سے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ کے "بدیشی پارچات" اسی خوش آئند خیال کی نذر کر چکے ہیں۔ مگر اس کے صلہ میں جو کچھ انہیں حاصل ہوا ہے۔ اس سے خود گاندھی جی بھی واقف ہیں۔ گاندھی جی کو چاہیئے کہ ہندوستان کی حالت پر جو کہ ایک نہایت ہی غریب ملک ہے۔ رحم کریں۔ اور ایسی تباہکن تحریکات سے احتراز کریں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ اپنی تجاویز کی ناکامی دیکھ چکے ہیں۔

کیا شرادھ ضروری ہے

بنگال کے ایک پولیٹکل نظربند مسٹر جگیش چندر نے حکومت سے درخواست کی تھی کہ انہیں اپنے والد کا شرادھ کرنیکی اجازت دیجائے لیکن گورنمنٹ نے اسکے جواب میں کہا کہ ایک ہندو کیلئے شرادھ کی رسم ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ اخبار بندے ماترم گورنمنٹ کے اس جواب پر رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے۔ "ہمارے خیال میں یہ معلوم کرنا موجب دلچسپی ہوگا۔ کہ گورنمنٹ کو کس شخص نے بتلایا ہے کہ ہندوؤں کیلئے شرادھ کی رسم ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ کوئی ہندو ایسی بیہودہ بات نہیں کہہ سکتا" (بحوالہ جاگرت لائل پور ۱۴ دسمبر ۱۹۲۷ء) مذکورہ بالا الفاظ سے صاف عیاں ہے۔ کہ بندے ماترم کے خیال میں شرادھ کی رسم ہندوؤں کے لئے ضروری ہے۔ اور کوئی ہندو اس کے خلاف فتوی نہیں دیسکتا۔ اور اگر دیگا۔ تو وہ بیہودہ بات ہوگی۔ مگر بندے ماترم نے گورنمنٹ کے متعلق جس بات کو معلوم کرنیکی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس کیلئے اس کو کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں اس کا جواب جاگرت لائل پور اپنی ۱۴ دسمبر کی اشاعت میں بایں الفاظ دیتا ہے۔ "ہندو بنگلیوں کی رٹ لگانے والے ہندو سدھار کے دعویدار اور اپنے آپکو ہندوؤں کے بازو کہکر ان سے روپیہ بٹورنے والے آریہ سماجی گورنمنٹ کو لکھ دینے کو تیار ہیں۔ کہ ایک ہندو کیلئے شرادھ کی رسم ادا کرنا ضروری نہیں۔ اجی تیار کیا ہیں۔ لکھ کر دے چکے ہیں"

مرشد صادق

(از جناب مفتی محمد صادق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سات سال کے بعد کا نظارہ

جیسا کہ گذشتہ مضمون میں میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ قریباً ابتدا ہی کا وقت تھا۔ جب کہ عاجز حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ تعالیٰ ولایت گیا۔ اور واپس پر آکر جو میں نے قادیان کو دیکھا۔ تو خلافت ثانیہ کی برکات اور ترقیات ایسی واضح دکھائی دیتی تھیں۔ جیسا کہ آسمان پر روشن سورج چمک رہا ہوتا ہے۔ اور کوئی بادل یا گرد یا کُہر اس کو لوگوں کی آنکھوں سے چھپائے ہوئے نہیں ہوتا کیونکہ یہ سنت الٰہیہ ہے۔ کہ جیسا کہ سورج بعض دفعہ بادلوں کے اندر چھپ جاتا ہے۔ ایسا ہی خدا کے پیاروں پر بھی بعض ابتلا آتے ہیں۔ جن سے نادان لوگوں کی آنکھیں دھوکہ کھا کر یہ خیال کرنے لگ جاتی ہیں۔ کہ سورج میں چمک نہیں رہی۔ مگر یہ گرد و غبار صرف بعض لوگوں کے ابتلا، اصطفاء یا ہلاکت کا موجب ہی ہوتا ہے۔ جو جلد دور ہو جاتا ہے۔ اور اہل زمین پھر سورج کی روشنی سے پہلے کی طرح متمتع ہونے لگ جاتے ہیں۔ ایسے واقعات تمام انبیاءؑ کی زندگیوں میں ہوتے رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہوتے رہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی زندگی میں بھی ہوئے۔ اور اسی سنت اللہ کے مطابق ضرور ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی کی زندگی میں بھی ہوں۔ لیکن میں جس امر کی طرف ناظرین اخبار کو اس وقت متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ کسی جماعت کے ایک حقیقی راہنما اور سلسلہ حقہ کے صادق امام اور مسیح موعود کے صحیح جانشین ہونے کے واسطے جن نشانات اور برکات کا کسی وجود میں ہونا لازمی ہے۔ وہ نشانات اگرچہ ہمیشہ سے حضرت خلیفہ ثانی ایداللہ میں تھے۔ لیکن اب وہ بہت ہی نمایاں ہو گئے ہیں۔ میں ان سب کی تفصیل اس مضمون میں درج نہیں کر سکتا۔ ان کے بیان کے واسطے ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی۔ لیکن اختصاراً ان میں سے بعض کی صرف فہرست درج کر دیتا ہوں ؛

تفہیم قرآن

استاذی حضرت مولوی حافظ حاجی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جن کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور اس کی تفاسیر دیکھنے اور تفاسیر کرنے میں گذری۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو مرزا کا عاشق ہوں ان لطیف اور ظریفانہ نکات معرفت کے سبب جو وہ قرآن شریف کی آیات سے بیان کرتا ہے۔ حضرت صاحب اپنے بھولے سے مونہہ سے قرآن شریف کی کسی ایک آیت یا فقرے کی اچانک ایک ایسی لطیف تفسیر بیان کر دیتے ہیں۔ کہ مجھے جوش آتا ہے۔ کہ اپنے تمام کتب خانے کو جلا دوں۔ کہ وہ سارے کتب خانے اور میری عمر بھر کی محنت مجھے اس آیت کی وہ تفسیر نہیں دی سکی۔ جو آج حضرت صاحب (مسیح موعودؑ) نے اس سادگی اور بے تکلفی سے بیان کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ۔ سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی قرآن شریف کے حقیقی معارف کو نہیں پا سکتا اسی منہاج پر ہم نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کو شناخت کیا۔ اور اسی منہاج پر حضرت خلیفہ اولؓ کی شان نمایاں تھی۔ اور اسی منہاج پر آج ہم حضرت خلیفہ ثانی ایداللہ کو پرکھ سکتے ہیں۔ پہلی تفاسیر اور پہلے بزرگوں کے اقوال کی بنا پر محنت کر کے ایک نئی تفسیر طیار کر لینا بھی قابل قدر ہے۔ قرآن شریف کی ہر ایک خدمت جو کوئی کرے۔ ہم اس کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ آج دنیا میں وہ کون شخص ہے۔ جس نے قرآن شریف کے حقائق و معارف کے نئے نکات اور تفاسیر اس کثرت سے بیان کئے ہوں جن سے ظاہر ہو۔ کہ اللہ کی کلام کے سمجھنے اور الٰہی قرب کے مقامات کے حاصل کرنے میں یہ شخص اپنے پر اللہ پاک کے خاص فضلوں کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ مقدس وجود اس زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ آپکی کتب اور خطبات اور مضامین جو وقتاً فوقتاً چھپتے رہے ہیں۔ ایسے معارف قرآنی سے پر ہیں۔ بس جو چاہے اس پر غور کرے۔ اور اپنے ایمان کو بڑھائے۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ

قبولیت دُعاء

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کے نشانات میں سے ایک ان کا مستجاب الدعوات ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور ان کی دعا اور توجہ سے دوسرے لوگوں کی مرادیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس امر کو اپنی صداقت میں پیش فرمایا ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ایسی تاریکی کے زمانہ میں جب کہ حق اور باطل میں تمیز مشکل ہو رہی ہو۔ اور کثرت مخلوق اپنی کور باطنی کے سبب اللہ تعالیٰ کی ہستی کے انکار کی طرف مائل ہو۔ ایسے وقت میں ایسا وجود نہایت ہی غنیمت ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے پاک تعلقات قائم کر کے عام مخلوق الٰہی کے واسطے ایک الٰہی امداد کا موجب بن جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ تعالیٰ کے عہدِ خلافت میں کثرت سے ایسے واقعات ہوئے۔ کہ ایسے اشخاص جو اپنی کسی مراد کے حاصل کرنے میں ظاہر حالات کے لحاظ سے بالکل ناامید ہو چکے تھے۔ جب اونہوں نے حضرت صاحب سے دعا کرائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حضور کی دعا کو ان کے حق میں قبول فرمایا۔ اور ان کی مشکل حل ہو گئی۔ کئی ایک ایسے بیمار جن کو ڈاکٹروں حکیموں نے بالکل جواب دیدیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا اور توجہ سے بالکل شفایاب ہو گئے ایک دفعہ بیاس کا دریا ایسی طغیانی میں بڑھتا چلا آتا تھا کہ قریب کے گاؤں کے لوگوں کو بالکل تباہ ہو جانیکا خوف ہو گیا تھا۔ ایسے وقت میں وہاں کے لوگ حضرت صاحب کے پاس دعا کے واسطے پہونچے۔ اور حضرت صاحب سے دعا کرا لینے کے بعد جب وہ اپنی جگہ پر گئے۔ تو ان کو معلوم ہوا۔ کہ اس وقت سے جب کہ حضرت صاحب نے دعا کی تھی۔ دریا پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا۔ اور ساری بستی تباہی سے بچ گئی مجھے بعض دوستوں کے ایسے حالات معلوم ہیں۔ کہ کسی سرکاری عہدہ کے حاصل کرنے کی انہیں خواہش تھی۔ لیکن بموجب قواعد وہ اپنے آپ کو اس کے ناقابل سمجھ کر اس کے لئے کوشاں نہیں ہوتے تھے۔ لیکن حضرت صاحب کے اصرار سے کہ تم کوشش کرو میں دعا کرونگا جب انہوں نے کوشش کی۔ تو خارق عادت طور پر ان کی کامیابی کے واسطے ایسے سامان پیدا ہو گئے۔ کہ خود حکام نے بھی اُنہیں کہا۔ کہ آپ کی کامیابی محض آپکی خوش قسمتی پر منحصر ہے۔ ورنہ اس میں ہمارا بھی آپ پر کوئی احسان نہیں۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ اس معاملہ میں یہ ہے۔ کہ امریکہ سے بھی اگر میں کسی بیماری یا مشکل کے وقت حضرت خلیفہ ثانی ایداللہ کے حضور میں کوئی خط لکھتا تھا۔ یا تار دیتا تھا۔ تو اس خط یا تار کے روانہ ہونے کے وقت سے ہی مجھے صحت ہونی شروع ہو جاتی تھی۔ غرض خلیفہ وقت کے وجود میں قبولیت دعا کا ایک ایسا نشان اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔ جو نہ صرف خلافتِ راشدہ کی صداقت کا بلکہ صداقت احمدیت اور صداقت اسلام کا ایک بیّن اور زندہ ثبوت ہے۔ کیونکہ کوئی دوسرا شخص کسی فرقے کا یا مذہب کا اس معاملہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ترقی جماعت

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے۔ کہ آپ ایک ایسی پاک جماعت بنائیں۔ جو آپ کے ہدایات اور ارشادات کے ماتحت ایک نیک زندگی بسر کر کے اور دین اسلام کی اشاعت کے کام میں ایک خاص حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کرنے والی ہو۔ اور خدا کی برگزیدہ جماعت کہلائے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ خلیفہ وقت کا ایک بڑا کام یہ ہونا چاہیئے۔ کہ

اس کے ذریعہ سے یہ جماعت ترقی کرے ۔ گذشتہ ۱۴ سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ممالک افغانستان ۔ ایران ۔ عرب ۔ عراق ۔ مصر ۔ شام ۔ یورپ امریکہ ۔ افریقہ ۔ سماٹرا ۔ جاوا ۔ ماریشس ۔ ترکستان ۔ چین اور دیگر ممالک میں اس کثرت سے ہوئی ہے ۔ کہ جن ممالک میں احمدیت کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا ۔ ان میں ایک ہزار تا احمدی موجود ہیں ۔ اور احمدی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں ۔ اور احمدی مساجد اور تائید احمدیت کے لئے رسائل اور جرائد کئی ایک مختلف زبانوں میں جاری ہو گئے ہیں ۔

جذب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا جذب اور روحانی کشش عطا فرمایا ہے ۔ کہ ان گذشتہ سالوں میں جلسہ پر اور ایام غیر جلسہ میں اس کثرت سے مخلوق آتی ہے ۔ کہ ہندوستان بھر کے بڑے شہروں میں بھی کبھی اتنی جماعت کسی اجتماع پر اکٹھی ہوتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی ۔ یہ جذب بغیر نصرت الٰہی کے کبھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اور جلسہ سالانہ کے علاوہ قریباً تین سو کس روزانہ لنگر خانہ سے کھانا کھانے والے ہوتے ہیں ۔ جو حضرت صاحب کے برکات سے فیضیاب ہونے کے واسطے قادیان آتے رہے ہیں ۔

فوق العادت قوتیں

تمام انبیاء بالخصوص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے انبیاء اور خاص بندوں کو دینی خدمات میں کام کرنے کی ایسی طاقت اور قوت عطا کر دیتا ہے ۔ جو فوق العادت ہوتی ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ہم یہ امر مشاہدہ کرتے رہے ہیں ۔ کہ باوجود دائمی علالت کے جس قدر کام آپ تصنیف و تالیف ۔ دعا و عبادت ۔ خطوط نویسی وعظ و تبلیغ ۔ خبر گیری مہمانان وغیرہ کر لیتے تھے ۔ دوسرا اور کوئی شخص اتنا کام نہیں کر سکتا تھا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے کام کرنے کی ایسی قوتیں عطا فرما دی ہیں اور آپ کے کاموں میں ایسی برکات رکھ دی ہیں ۔ کہ کوئی دوسرا شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ ڈیڑھ دو سو خطوط کا روزانہ پڑھنا اور ان سب کے جوابات لکھنا یا لکھانا یا منشی کو جواب لکھنے کے متعلق ہدایات دینا ۔ سب نمازیں خود پڑھانا ۔ اور خطبۂ جمعہ اور نکاح خود پڑھنا اور ان کے علاوہ اپنی عبادات و ریاضات ۔ نوافل ۔ تہجد وغیرہ کا ادا کرنا ۔ کتابیں تصنیف کرنا سلسلے کے انتظامی کاموں کے ہر صیغے کی رپورٹ کو سننا اور ان پر مناسب ہدایات کا جاری کرنا ۔ باہر سے آنے والے مہمانوں سے ملاقات کرنا اور ان کے سوالات کو سننا اور ان کا جواب دینا

اخبارات کو پڑھنا اور ضروری اور مفید کتابوں کا جو ملک میں شائع ہوں ۔ ان کا مطالعہ کرنا ۔ تمام کوائف اور سیاسیات دنیا سے باخبر رہنا اور حسب ضرورت ان کے متعلق اتنی صائب رائے کا اظہار کرنا ضروری مضامین لکھنا ۔ پھر ان سب باتوں کے ساتھ اپنی بیویوں اور بچوں اور خانداتی تعلقات کے حقوق کا کما حقہ ادا کرنا یہ سب کچھ اور اسکے علاوہ اور کئی ایک باتیں ہیں ۔ کہ ان کاموں کی خالی فہرست ہی ایک معمولی انسان کی عقل کو چکرا دینے کے واسطے کافی ہے ۔ چہ جائیکہ ان تمام کاموں کو کر سکے ۔ اور اس میں کوئی چڑچڑا پن بھی پیدا نہ ہو ۔ بلکہ جب ملے ایسا بشاش نظر آئے ۔ کہ اس کے چہرہ کو دیکھ کر اوروں کے غم بھی دور ہو جائیں ۔

حجۃ اللہ

خدا تعالےٰ کے ایسے پیارے وجود جو دنیا کے اختلافات میں فیصلہ کرنے کے واسطے بطور حجۃ اللہ کے ہوتے ہیں ۔ ایک قطعی اور یقینی راہ مخلوق الٰہی کو دکھا دنیا بھر کے بوجھوں کو ہلکا کر دیتے ہیں ۔ یہ عظیم الشان کام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ۔ اور یہی عظیم الشان کام پھر حضرتؑ کے جانشین حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کر رہے ہیں ۔ عقلی دلائل اور فلسفی براہین بے شک قابل قدر ہیں اور وہ سب اسلام و احمدیت کی صداقت میں پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن دنیا بھر کے مذاہب کے موجودہ پیشواؤں اور لیڈروں میں سے صرف ایک حضرت خلیفہ ثانی ہی کا وجود ہے ۔ جو صداقت اسلام صداقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ صداقت احمد مسیح موعود اور اپنی خلافت کی صداقت پر قسم کھانے اور مباہلہ کرنے کے واسطے ہر وقت تیار ہیں ۔ اور اس طرح دنیا کو سچائی کے واسطے اور نجات حقیقی کے لئے ایک یقینی راستہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں

قوت تزکیہ

ہادیان دین متین کے دو بڑے کام ہوتے ہیں ۔ ایک علم عطا کرنا ۔ دوسرا اس علم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دینا (یعلمہم ویزکیہم) علم آسان ہے ۔ مگر عمل مشکل ہے ۔ چور بھی جانتا ہے ۔ کہ چوری بری ہے ۔ علم تو ہے مگر عمل کی توفیق نہیں ۔ یہ عمل کی توفیق یا تزکیہ نفس خدا تعالےٰ کے پاک لوگوں کے ساتھ تعلقات اخلاص و محبت کے پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے ۔ جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت جس عمدگی اور محنت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کر رہے ہیں ۔ وہ جماعت کے توفیق عمل سے عیاں ہو رہی ہے ۔ غیر احمدی اصحاب بھی ہر جگہ اس امر کے قائل ہیں ۔ اور گذشتہ آٹھ ہزار میل کے سفر سیلون و ہندوستان میں ہر جگہ معززین اور اہل الرائے لوگوں سے جو ملنے کا مجھے اتفاق ہوا میں نے دیکھا ۔ کہ ہر جگہ لوگ اس امر کے قائل ہیں ۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے ممبر اپنے تقوے ۔ نیکی اور اسلامی خدمات میں عموماً اوروں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں ۔ بلکہ بعض نے تو کہا ۔ کہ آپ کی جماعت ہی ایک زندہ جماعت ہے ۔ باقی سب مردہ ہو رہے ہیں ۔ یہ نتیجہ ہے ۔ حضرت مرشد کی دعا و اور توجہ کا ۔ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

صائب الرائے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات نہ صرف دینی معاملات میں مسلمانوں کے واسطے راہنمائی کا موجب ہو رہی ہیں ۔ بلکہ سیاسیات میں بھی جو رائے مسلمانوں کو حضرت نے دی ۔ گو وقتی طور پر جوش میں بعض مسلمانوں نے اسے ناپسند کیا ہو ۔ مگر حالات زمانہ سے مجبور ہو کر بالآخر سب کو تسلیم کرنا پڑا ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ہی کی رائے ان معاملات میں صائب اور قابل عملدرآمد تھی ۔ ہجرت کے جوش کے وقت مقاطعہ کی سرگرمیوں میں طرز انتخاب ۔ بائیکاٹ غیر ملکی اشیاء ۔ سوراجیہ ۔ شدھی ۔ خلافت ترک موالات وغیرہ سب امور میں آخر وہی رائے قابل عملدرآمد اور مفید ثابت ہوئی ۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک اور قلم سے نکلی تھی ۔

تنظیم

خلیفۂ وقت کے سب سے اہم امور میں سے ایک کام یہ ہوتا ہے ۔ کہ وہ انتظام کے ساتھ کاموں کو وابستہ کرتا ہے ۔ تاکہ کام کو چلانے اور جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی مشینری تیار ہو جائے ۔ جو موسمی تغیرات ۔ انفرادی موت و حیات کے تاثرات ۔ انفرادی ذوق و شوق کے کم و بیش ہونے کے نتائج سے آزاد ہو کر کام ہمیشہ کے لئے چلتا رہے ۔ اور اسی حکمت کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے جماعت کی تمام انفرادی مساعی کو حسب نوعیت الگ الگ صیغہ جات کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے ۔ اور ایک ایسا عملہ کارکنوں کا تیار کر دیا ہے ۔ جو کہ ہمیشہ کام میں مصروف رہتا ہے ۔ دعوت و تبلیغ تعلیم و تربیت ۔ تالیف و تصنیف ۔ طبع و اشاعت تحصیل و اتفاق ۔ صنعت و حرفت ۔ تعلقات غیر اقوام ۔ امور عامہ الغرض ہر شعبۂ کار کے لئے الگ الگ محکمہ جات تیار کر دئے ہیں ۔ جن کی وجہ سے کسی فرد کی موت و حیات ۔ یا کمزوری و سستی کا اصل اور مجموعی مقدار کام پر اثر نہیں پڑ سکتا ۔

مخاطبہ الٰہیہ

ورثہ انبیاء میں سے ایک چیز مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ بھی ہوتا ہے ۔ اور اس کا خصوصیت سے کسی نبی کے جانشین کے حصہ میں آنا ضروری ہے ۔ تا ایک طرف اس کو اپنے منصب کی صداقت پر بصیرت حاصل ہو ۔ اور دوسرے اپنے بار گراں کے اٹھانے میں حوصلہ شکن تکلیف نہ ہو ۔ اس نعمت سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو اللہ تعالےٰ نے وافر حصہ بخشا ہے ۔ آپ کو رویا صادقہ کشوف صافی ہوتے ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ آپ سے کلام کرتا ہے ۔ اور آپکو غیب کے امور پر مطلع کرتا ہے ۔ اور آپ کی پیش از وقت بتلائی ہوئی رویا اور خبریں اکثر پوری ہوتی رہتی ہیں جنکے شاہد حضور کے خدام میں سے اکثر احباب ہیں ۔

تمکین خلافتِ حقہ کی ایک نشانی اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم وہ راہ یا سلک جو خلیفۂ برحق اختیار کرتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالےٰ تمکین بخشتا ہے۔

مفصلہ بالا دس امور اس تمکین کی تفصیل ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو عطا فرمائی ہے۔ اور آپ کے عہد خلافت میں ظاہر ہوئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے جن معتقدات دینی کا اظہار فرمایا۔ آخر کار وہی عقائد دنیا میں راسخ ہو رہے ہیں۔ اور وہی ممکن العمل سمجھے جاتے ہیں۔ غیر احمدی معززین بھی اس امر کے قائل ہیں کہ فی زمانہ اگر تنظیم کسی جماعت میں ہے۔ تو وہ صرف احمدی جماعت ہے۔ سلسلہ دن بدن عروج پر ہے۔ ہر سال کا بجٹ مزید آمد و خرچ پر مشتمل ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں مشن پھیل چکے ہیں۔ اور دیگر نئے مشن کھلتے جاتے ہیں۔ ایسی مخلص جماعت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ہاتھ سے طیار ہو رہی ہے۔ جو دین کی خاطر اپنی جانیں دینے کے واسطے طیار ہے اور ہو رہی ہے۔

حضرت مرشد صادق ایدہ اللہ کی صداقت کے دلائل صدہا روز روشن کی طرح اب چمک رہے ہیں۔ بطور نمونہ یہ دس امور بیان کئے گئے ہیں۔ جو کسی خلافت صادقہ کے لئے بطور برہان نیرہ کے کافی ہیں۔ اور تائید اور نصرت کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مطابق الہام الٰہی حضرت خلیفہ ثانی حسن و احسان میں اپنے باپ کے مثیل ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جو پہچانیں۔ اور مانیں۔ اور محبت و اخلاص میں ترقی کر کے برکات حاصل کریں۔

راقم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ایک ادنیٰ خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ

۱۰ر جنوری ۱۹۲۸ء

نبوت مسیح موعودؑ پر غیر مُبایعین سے مباحثہ

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۷ء میں ایک نہایت غلط اور مغالطہ دینے والی رپورٹ اس مناظرہ کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ جو راولپنڈی میں ملک غلام حیدر خاں صاحب پنشنر تحصیلدار کے مکان پر مبایعین اور غیر مبایعین کے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبوت کے مسئلہ پر ۱۱ر دسمبر کو ہوا۔ عام طور پر مناظروں کا انجام ایسے طریق پر ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک فریق اپنی فتح اور فریق ثانی کی شکست قرار دیا کرتا ہے۔ مگر خشیۃ اللہ رکھنے والے دل اور وہ لوگ جو حق کے متلاشی ہوں۔ خوب سمجھا کرتے ہیں۔ کہ حق کس فریق کی طرف ہے۔ چنانچہ پیغام کے مضمون کے خلاف میں بڑے زور سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس مناظرہ کے بعد حاضرین میں سے متعدد اشخاص نے ہمارے پاس اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ قادیانی مناظر نے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی تائید میں جو ثبوت پیش کئے تھے۔ ان کے خاطر خواہ جواب دینے سے لاہوری فریق کے مناظر میر مدثر شاہ قطعاً قاصر رہے۔ مثلاً ایک یہ مطالبہ مدت سے میر مدثر شاہ صاحب کے خلاف چلا آتا ہے۔ کہ آپ صفحہ ۳۹۱ حقیقۃ الوحی میں جہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو اس امت میں تیرہ سو سال کے عرصہ میں واحد نبی پیش کیا ہے۔ وہاں لفظ نبی کو اٹھا کر اس کی جگہ محدث کا لفظ رکھیں۔ اور پھر دیانتداری کے ساتھ سوچیں۔ کہ آیا اس طریق پر جو عبارت بنے گی وہ لاہوری فریق کے عقیدہ کی تصدیق کرتی ہے۔ یا اس کو نہایت زور کے ساتھ رد کرتی ہے۔

کیا پیغام صلح کی رپورٹ کے لکھنے والے اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ دوران مناظرہ میں یہ مطالبہ نہایت زور اور تحدی کے ساتھ کم از کم دو دفعہ پیش نہیں کیا گیا۔ مگر بجز اس کے کہ میر مدثر شاہ صاحب نے اس مطالبہ کو ٹالا۔ اور کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔ ہمارا یہ مطالبہ اب بھی قائم ہے۔ اور ہر ایک انصاف پسند شخص جس کے سامنے یہ مطالبہ رکھا جائے پکار اُٹھیگا۔ کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کی عبارت سے صاف اور قطعی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی "نبوت" ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ "محدثیت" کیونکہ اگر اس مقام پر نبوت کا مفہوم محدثیت سمجھا جائے تو اس عبارت سے یہ مطلب نکلیگا۔ کہ اس امت میں حضرت مسیح موعودؑ کے سوا اور کوئی "محدث" نہیں پیدا ہوا۔ جو بالبداہت غلط اور فریقین کے مسلمات کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ کیا لاہوری فریق کے پریذیڈنٹ مناظرہ یا دیگر دستخط کنندگان اس بات سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ جولائی ۱۹۰۶ء کے رسالہ اردو ریویو میں سے جس کے اڈیٹر مولوی محمد علی صاحب امیر فریق لاہوری تھے۔ جب مندرجہ ذیل اقتباس پڑھکر سنائے گئے۔ کہ

"اگرچہ سردار صاحب نے بالصراحت اس موجودہ زمانہ کے نبی کا نام نہیں لیا۔ مگر اُن کے مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اشارہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح و مہدی موعودؑ کی طرف ہے۔ کیونکہ جو کیفیت سردار صاحب ایک سچے نبی کی بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بالکل چسپاں ہوتی ہے۔ سردار صاحب سچے نبی کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ وہ بڑے وثوق اور قوت کے ساتھ اعلان کرتا ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں۔ اور دُنیا اس کے مقابل میں مخالفت کا ایک جوش دکھلاتی ہے۔ اور نابود کرنا چاہتی ہے۔ مگر وہ بڑے عزم اور استقامت کے ساتھ اپنی بات پر قائم رہتا ہے۔ آخر کار وہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور اُس کے دشمنوں کی ساری کوششیں بے فائدہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ بیان اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل اور اتم طور پر صادق آتا ہے۔ اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ اُن میں سے ایک احمدؑ ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ تو یقیناً ہمارا احمدؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی ہوکر دنیا میں آئے۔ تو یقیناً یقیناً احمدؑ بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زردشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فداہ امی و ابی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔"

اس کا کوئی جواب میر مدثر شاہ صاحب کو بجز مولوی محمد علی صاحب کی پوزیشن کے استخفاف کے اور کچھ نہ سوجھ پڑا۔ حالانکہ شرائط مناظرہ میں یہ بات قرار پا چکی تھی۔ کہ لاہوری فریق کے لئے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی تحریریں حجت ہوں گی۔ ہم اب بھی ببانگ دہل کہتے ہیں۔ کہ ان دو حوالوں کا کوئی جواب میر مدثر شاہ صاحب یا ان کے فریق میں سے کوئی اور شخص رکھتے ہوں تو لائیں اور ہمیں دکھائیں۔ ہم اس کے سننے کے شائق ہیں ورنہ یاد رکھیں کہ جان بوجھ کر حق کو چھپانا ظلم عظیم ہے۔ پھر کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس مجلس مناظرہ میں احمدی مناظر نے اُن حلفی اعلانات کو بھی پڑھکر سنایا تھا۔ جو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۱۳ء میں پیغام صلح اخبار میں دو دفعہ شائع ہوئے تھے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت کو کھلے کھلے الفاظ میں تسلیم کیا گیا تھا۔ ان اعلانوں کے جواب دینے کی طرف بھی میر مدثر شاہ صاحب نے مطلق توجہ نہ کی۔

اور اب یہ کمال درجہ کی ہوشیاری کی ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح میں اپنی فتح کا اعلان چھپوا دیا ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ ممکن ہے میر مدثر شاہ صاحب کی لفاظی کا ایسا ہی اثر بعض سامعین پر ہوا ہو۔ جیسا کہ انہوں نے اخبار پیغام صلح میں ظاہر کیا ہے۔ مگر ہم انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتے ہیں۔ کہ اور باتوں کو چھوڑ کر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے نبوت کی تائید میں پیش کی گئیں۔ کم از کم یہی بتائیں کہ ان تینوں حوالوں کا جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ میر مدثر شاہ صاحب نے کیا جواب دیا تھا۔ اور وہ جواب کس طرح تسلی بخش یا فیصلہ کن سمجھا جا سکتا ہے۔

مضمون زیر جواب میں دو ایک اشارے ذاتی طور پر میری طرف بھی کئے گئے ہیں۔ اس کے جواب میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے بیشک بہ حیثیت پریذیڈنٹ جلسہ ایک تقریر میں لاہوری فریق کے افراد یا ان سے ہمدردی رکھنے والوں کو اس بات پر ڈانٹا تھا۔ کہ دوران مناظرہ میں اُن کی طرف سے کم از کم تین دفعہ ایسی آوازیں اٹھائی گئی تھیں۔ جن میں جلسہ کے پریذیڈنٹوں پر تقسیم اوقات کے معاملہ میں بے اعتمادی کا اظہار کیا جاتا۔ اور میں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا تھا۔ کہ ایک ایسے چھوٹے سے معاملہ میں بھی مسلمان لوگ اپنے معتمدین پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ اور ایک دفعہ جب ہمارے مناظر کوئی بے تعلق بات بیان کرنے لگے تھے۔ تو میں نے انکو ضرور روکا تھا۔ میں ان ہر دو امور میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا تھا۔ اور اب بھی ویسا ہی یقین کرتا ہوں ÷

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

و پریذیڈنٹ جلسہ متذکرہ بالا

بہترین پیغام تعزیت!

بے شک ہر نبی اپنی امت کا ہمدرد و غمخوار ہوتا ہے۔ مگر جو محبت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے تھی۔ وہ بالکل نرالی اور بے نظیر ہے۔ عام بنی نوع انسان کی خدمت کے علاوہ اپنے متبعین کی دینی و دنیوی بہبودی کے لئے آپ نے جان تک کوششیں فرمائیں اور آستانہ الوہیت پر ناصیہ فرسا ہو کر جوشبانہ روز دعاؤں میں منہمک رہے۔ وہ تاریخ عالم سے محو نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی محبت کا ہی کرشمہ تھا کہ تمام امت کے ناداروں اور غریبوں کی طرف سے آپ نے خود قربانی کر دی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آنحضرت کی امت سے محبت کا اندازہ کرنے کے لئے آیت لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ پر غور کیجئے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تجھے تو کفار کی بھی اتنی خیر خواہی منظور ہے۔ کہ تو ان کی بہتری۔ بھلائی اور ایمان کے لئے اپنے آپ کو ہلکان کر رہا ہے۔ اسی سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کو مومنین سے کس درجہ محبت و پیار تھا۔ کیونکہ

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری

خود باری تعالیٰ شاہد ہے۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم۔ کہ یہ نبی مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر قرابتی اور خیر خواہ ہے۔ اسی بناء پر ہر ایک مومن سے کہا گیا۔ "لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین۔" (الحدیث) کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اسے باپ بیٹوں اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہوں۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک امتی کا جانبین سے وہ رشتہ ہے۔ جس کی نظیر دنیوی رشتوں میں ہرگز پائی نہیں جاتی۔ اس تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت کی جدائی اور مفارقت موت سے زیادہ ہولناک نظر آتی ہے۔ اور آپ کا حادثہ تمام حادثوں سے بھیانک تر۔ مگر چونکہ انسانوں کے متعلق خداوند تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ وہ ایک عرصہ کے بعد اپنے احباب و اعزہ سے جدا کئے جاتے ہیں۔ اس لئے جہاں پر ہمارے سب سے پیارے مطاع نے اپنی موت کے جانگداز واقعہ پر صبر کی تلقین فرمائی۔ وہاں پر امت کے مصیبت زدگان اور وفات یافتہ لوگوں کے پسماندگان کی تعزیت کے لئے فرمایا۔ "تعزوا بی فی مصابکم" کہ تم اپنی مصیبت میں میری طرف دیکھ کر تسلی پکڑا کرو۔ ایک شخص کا کوئی عزیز رشتہ دار فوت ہو جاتا ہے رنج و غم کا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور قریب ہوتا ہے کہ وہ اس کی ہستی کی بنیادوں کو ہلا دے۔ مگر جونہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر محبت قول کو یاد کرتا ہے۔ تو بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ؎

من شاء بعدک فلیمت

فعلیک کنت احاذر

تیرے بعد کسی کا مرنا ناقابل برداشت نہیں۔ مجھے تو تیرا ہی خطرہ تھا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فوت ہو گئے تو اور کون بچ سکتا ہے۔ یہ تصور انسان کی گونہ ڈھارس کا موجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر بڑی مصیبت چھوٹی مصیبت کے برداشت کی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ اس جامع فقرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور رنگ میں بھی غمزدہ کی تسلی فرمائی ہے۔ قاعدہ ہے۔ کہ کہ اپنے سے زیادہ مبتلائے مصیبت کو دیکھکر انسان میں جذبۂ شکر و امتنان پیدا ہوتا ہے۔ تو گویا حضور علیہ السلام ہر مصیبت زدہ سے کہتے ہیں۔ کہ میری مصائب پر نظر کر اور پھر میرے صبر و استقلال کو دیکھ۔ اور اپنی مصیبت میں ہراساں و پریشان ہو کر رشتہ صبر کو ہاتھ سے نہ دے۔ یتیمی بڑی مصیبت ہے۔ قوم۔ خویش و اقارب کی عداوت بڑی مصیبت ہے۔ بچوں اور بیوی کی وفات سخت مصیبت ہے۔ اسی طرح اور بعض مصائب ہیں۔ جو انسان کو پیش آتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کو ان تمام مصیبتوں سے پالا پڑا۔ مگر آپ ہر قدم پر کوہ وقار ثابت ہوئے۔ پس آنحضرت کا یہ پیغام تعزیت ہر دو پہلو سے مومن کی تسلی کا باعث ہے ÷

آہ! کیا ہی محبت کا مجسمہ وہ رسول تھا۔ جس نے ہماری مصیبتوں کو دوربین آنکھ سے دیکھا اور اپنی ظاہری غیر حاضری میں شکستہ دلوں کی تسلی کیلئے کیا ہی شفقت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ "تعزوا بی فی مصابکم" بے تاب و بے قرار مت ہو۔ میرا نمونہ تمہارے سامنے ہے۔ مصیبت تمہارے پائے استقلال میں جنبش نہ دے سکے۔ بلکہ خدا کے قرب کا ذریعہ بنے۔ سچ ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است

زیر آں گنج کرم بنہادہ است

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

خاکسار:- اللہ دتا جالندھری قادیان

نکر اور پتلون کے متعلق فتوے!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک شخص کے اس سوال پر کہ "کیا اسلام نکر اور پتلون وغیرہ لباس کی اجازت دیتا ہے" جو جواب فرمایا۔ اسے عام لوگوں کی آگاہی کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ پتلون شرعاً ناجائز نہیں ہے۔ ہاں قومی اخلاق کو دوسری اقوام کا لباس اختیار کرنے سے نقصان پہونچتا ہے۔

نکر بڑے آدمی کو عام طور پر پہننی مکروہ ہے۔ کہ گھٹنے ننگے رہتے ہیں لیکن بچوں کیلئے مفید ہے۔ جوانوں کیلئے جب ضرورت ہو جائز ہے جیسے کھیلوں میں۔ فوج میں یا ایسے ہی موقعوں پر جب دوڑنے وغیرہ کا کام ہو ÷ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری

مسلم خواتین سے

میری مسلم بہنوں! جب آپنے الفضل میں کسی گندہ دہن دشمنِ دین کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پڑھے ہونگے۔ کہ "مستورات کو زیورات بہت مرغوب ہوتے ہیں۔ مسلم عورتوں کے ایمان زیور دکھا کر اُچک لو" تو یقیناً آپنے صد ہزار لعنت و نفرین اس پر بھیجی ہوگی۔ مگر پیاری بہنو۔ یہ بد شعار معذور و مجبور ہیں۔ ان کو اسلام ایسے دُرِ بے بہا کا علم نہیں۔ انہیں اس نگینۂ عالمتاب کا پتہ نہیں۔ وہ اس خزینۂ لا محدود کو نہیں پہچانتے۔ اُنہیں کیا معلوم ؟ کہ ایمان کیا چیز ہے۔ ان کو کیا خبر کہ اسلام کیسا فیروزہ ہے۔ وہ کور کیا جانیں۔ کہ اس انمول موتی کے سامنے دنیا کی بادشاہتیں بھی ایک ذرہ برابر حقیقت نہیں رکھتیں۔

وہ اس سے بے خبر ہیں۔ کہ جب ہمارے سامنے پیارے اسلام کے نام و قیام کا سوال آجاتا ہے۔ تو ایسے سینکڑوں زیورات ہم آن کی آن میں اس نام پر قربان کر دیتی ہیں۔ جب ہمارے آقائے نامدار کی عزت و صداقت کا سوال ہوتا ہے۔ تو اس پیارے مقدس نام کے سامنے ہمیں ہفت کشور ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ چہ جائیکہ ان سنہری سکوں کی کوئی قدر ہماری نگاہوں میں ہو۔ ہاں بیشک میری بہنو۔ آپ ایسی غیور ہستیوں کو سخت غصہ آیا ہوگا جب اس دریدہ دہن کے یہ الفاظ پڑھے ہونگے۔ کہ "مسلمانوں کا یہی کمزور پہلو ہے۔ اس پر حملہ کرو"۔

مگر میری بہنو۔ اس نے اپنے اوپر قیاس کیا۔ اپنے گریبان میں جو کچھ نظر آیا۔ وہی دوسروں کو سمجھا۔ اب اُٹھو۔ اور ان نافہموں پر واضح کردو کہ یہ تمہاری کج بینی ہے۔ کہ تم نے ہم کو کمزور سمجھا۔ ہم تو اپنے دین و مذہب اور ہادی برحق کے معاملہ میں فولاد سے بڑھکر مضبوط ہیں۔ ہمارا سرمایہ یہ سچا دین اور پھر اس پر یقین و ایمان ہے۔ ہمارا متاع اپنے ہادی سے الفت و محبت اور خلوص و عقیدت ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہمیں دنیوی کسی شے کی حاجت نہیں۔ اس ہتک کا ان سے بدلہ لو۔ اور وہ اس طرح کہ دام و درم سے قول و فعل سے۔ جان و مال سے۔ زبان و قلم سے اشاعت اسلام میں لگ جاؤ۔ اپنی غافل بہنوں کو بیدار کرو۔ ایسی سرگرمی سے میدانِ عمل میں نکلو اور اسلام کی الفت سے اس طرح سرشار ہو جاؤ۔ کہ ساری دنیا کو اسلام کی طرف کھینچ لو۔ چارسُو دنیا شرک کی جگہ چمنِ اسلام نظر آنے لگے۔ انہوں نے اپنی دیویوں پر قیاس کر کے تمکو حریص سمجھا۔ اور لالچ کے تخیل جما رہے ہیں۔ پس تم انکی طامع دیویوں کو اس گنجینہ کا پتہ دو۔ اور اس دولت لازوال سے مطلع کرو۔ اور اسطرح انکو حلقہ بگوش اسلام کرلو پس اے میری مسلم بہنو! شیطان کی اس آخری مگر سخت جنگ کے مقابلہ کیلئے اٹھ کھڑی ہو۔ یہ ہمت و کوشش اور پورے اور انتہائی عمل و سرگرمی کا وقت ہے۔

(امۃ الحفیظ بیگم از مانڈلے)

شیخ انعام الحق صاحب کا آریوں کو چیلنج

میرے اخبار بین بھائیوں کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ مجھے ایک کافی عرصہ سے کفر نوازی اور گمراہی کے بعد خداوند کریم نے ہدایت بخشی اور میں نے کافی سوچ و بچار اور مطالعہ کے بعد ۶ جنوری کو جامع مسجد دہلی میں اسلام قبول کر لیا۔ جب یہ خبر آریہ سماجی حلقوں میں پہونچی۔ تو ایک تہلکہ مچگیا۔ اور چاروں طرف ماتم ہونے لگا۔ اخبار "تیج" دہلی نے آریوں کے رنج و غم کو ہلکا کرنے اور دنیا کو دھوکا دینے کے لئے ایک نہایت مکروہ اور غیر شریفانہ حرکت کی ہے۔ اس نے اپنی ۹۔ جنوری ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں صفحہ نمبر ۶ پر ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ میں درحقیقت آریہ سماجی نہ تھا۔ بلکہ احمدی جماعت کا ایک آدمی تھا۔ اور درپردہ انہی کا کام کرتا رہا ہوں۔ یہ ایک نہایت شرمناک غلط بیانی ہے۔ میں نے سچے دل سے ویدک دھرم قبول کیا تھا۔ اور نہایت ہی مخلصانہ طریق پر آریہ سماج کی خدمت کی۔ لیکن جب مجھ پر ویدک دھرم کی خامیاں اور آریہ سماجیوں کی بیہودگیاں ظاہر ہوئیں۔ اور اسلام کی خوبیوں کا پتہ چلا۔ تو میں ویدک دھرم کو خیرباد کہکر مسلمان ہوگیا۔ میرا احمدیہ جماعت یا احمدیوں سے سوائے مناظرانہ رنگ کی گفتگو اور خط و کتابت کے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں "تیج" اور تمام آریہ سماجیوں اور نو آریوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ ان کے پاس اگر کوئی ثبوت ہے۔ تو وہ پیش کریں۔ "تیج" نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کئی نو آریوں نے مجھ پر سنسنی خیز الزامات عائد کئے تھے۔ کیا وہ عائد کردہ الزامات اور ان نو آریوں کے نام بتائے گا۔ میں لالہ دیش بندھو ایڈیٹر کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی عادت مستمرہ کے مطابق بے بنیاد باتیں شائع کر رہے ہیں۔ لیکن کیا ان کے پاس کوئی ثبوت ہے؟ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ یہ اعلان ان آریوں اور ہندوؤں کو جن سے شدھی کے کام کے لئے چندہ بٹورا جاتا ہے۔ دھوکا دینے کے لئے شائع کیا ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ پنڈت ستیہ دیو جی کے قبول اسلام نے ان شدھی بازوں کے کیمپ میں کھلبلی مچادی تھی۔ اب اور یہ نئی آفت آن پڑی۔ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ آریہ سماجی آجتک نہ کسی پڑھے لکھے شریف آدمی کو جذب کر سکے ہیں اور نہ آئندہ کر سکینگے۔

"تیج" نے ہندوؤں اور آریوں کو یہ بھی نصیحت کی ہے کہ میرے قبول اسلام کی وجہ سے کسی کو رنج نہ کرنا چاہیئے۔ بہتر ہوتا کہ وہ اس نصیحت کرنے سے پہلے نیا بازار کی اس صفِ ماتم کی طرف بھی دیکھ لیتا۔ جو میرے قبول اسلام کی خبر سنکر بچھ گئی ہے خیر آریہ سماجیوں کو بدحواس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ اس قسم کا ماتم ان کو بار بار کرنا پڑے۔

میں ایک بار پھر آریہ سماجیوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ میرا احمدیہ جماعت سے کسی قسم کا تعلق تھا۔ آخر پر میں اپنے دوست لالہ دیش بندھو کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ذرا سوچ سمجھ کر میرے متعلق اس قسم کی فضول اور بے بنیاد باتیں لکھیں۔ اگر میں نے ان کے جواب میں لالہ جی کے صحیح پورٹ کنندہ حالات پبلک کے سامنے رکھے تو وہ وقت ان کے لئے زیادہ خوشگوار نہ ہوگا۔

مجھ ایک نو مسلم کے خلاف "تیج" نے جو ایک بے بنیاد بات لکھی ہے۔ اس سے میرے مسلمان بھائیوں کو ضرور رنج ہوا ہوگا لیکن اس سے کسی مسلمان کو افسوس نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی اسے کوئی اہمیت دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس قسم کی شرمناک کارروائیاں کرنا آریہ سماجیوں کا اور خاصکر "تیج" کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے۔

شیخ محمد انعام الحق۔ سابق مہاشہ پریم چند۔ رکن ادارت اخبار "تیج" و سیکرٹری نو آریہ کانفرنس۔ دہلی۔

کیا "تیج" جواب دیگا؟

میرے قبول اسلام کے بعد اخبار "تیج" نے میرے متعلق ایک اعلان شائع کر کے مجھ پر یہ بہتان لگایا ہے۔ کہ میں نے دل سے ویدک دھرم قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ احمدیہ جماعت کا آدمی تھا۔ اور درپردہ اس کا ہی کام کرتا رہا ہوں۔ اس کا جواب میں اخبار "الامان" دہلی کی ۱۱ جنوری کی اشاعت میں بھی دے چکا ہوں۔ میں نے "تیج" اور تمام آریوں اور نو آریوں کو چیلنج کیا تھا۔ کہ اگر ان کے پاس اس بات کے ثبوت میں کوئی دلیل ہے۔ تو وہ پیش کریں۔ لیکن باوجود کافی دن گذر جانے کے "تیج" اور تمام آریہ سماجی خاموش ہیں۔ میں ایک بار پھر چیلنج کرتا ہوں۔ کہ میرا احمدی بھائیوں سے سوائے مناظرانہ رنگ کی گفتگو اور خط و کتابت کے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا اگر لالہ دیش بندھو ایڈیٹر کے پاس اپنے اعلان کے ثبوت میں کوئی دلیل ہے۔ تو وہ ایک ہفتہ کے اندر پیش کریں۔ ورنہ میں یہ کہنے اور دنیا کا ہر ایک انصاف پسند شخص یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوگا۔ کہ "تیج" نے یہ اعلان محض جماعت احمدیہ اور مجھے بدنام کرنے کے لئے کیا تھا۔ جو درحقیقت ایک نہایت ہی شرمناک اور ذلیل فعل ہے۔

(شیخ محمد انعام الحق سابق مہاشہ پریم چند ہوشیارپوری سابق سیکرٹری نو آریہ کانفرنس و نائب مدیر اخبار "تیج" دہلی

سندھ انجینیرنگ کالج سکھر سندھ

میں قلیل عرصہ میں اوورسیر اور سب اوورسیر کلاس کی نہائت اعلیٰ تعلیم دیجاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل صاحب سے پراسپکٹس طلب فرمائیے۔

(اشتہارات) اکسیر البدن رجسٹرڈ

جملہ جسمانی و دماغی کمزوریوں کا ایک ہی علاج ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی پر ختم ہے۔ قیمت ایکماہ کی خوراک پانچ روپے

بابو غلام محمد صاحب پارسل کلرک پشاور لکھتے ہیں کہ میں نے اکسیر البدن کو بے حد مفید پایا۔ اس کا اثر اور سب مقوی ادویات سے آج تک جس قدر میں نے دیکھیں افضل ہے۔

موتی سرمہ رجسٹرڈ

ضعف بصر۔ گرے۔ جمن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پربال ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے جو اسے اپنا معمول بنائیں گے۔ انشاء اللہ عمر بھر کبھی ان کی آنکھیں خراب نہ ہونگی جو لوگ جوانی میں اس کا استعمال کرتے رہیں گے۔ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے

سید اختر الدین صاحب ہیڈ مولوی گنگ سے لکھتے ہیں کہ آپکا سرمہ میرے ایک بھتیجے کی آنکھوں کے لئے جو بوجہ چیچک خراب ہوگئی تھیں بے حد مفید ثابت ہوا۔ ایک تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ

گوشت خورہ دانتوں سے خون یا پیپ کا آنا دانتوں پر میل جمنی۔ انکا زرد ہونا۔ منہ سے پانی کا آنا وغیرہ جملہ امراض دندان کے لئے تریاق ہے۔ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکاتا اور بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا قیمت فی شیشی ایک روپیہ

مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے منیجر ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں کہ مینے یہ پوڈر استعمال کیا بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے لئے بھی بہت مفید ہے نوٹ۔ ہر سہ ادویات اکھٹی منگوانے والوں کے لئے محصولڈاک معاف

المشتہر منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ہے۔

ایسے مڈل و انٹرنس طلباء کی جو کہ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر معلوم کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

مشین سیویاں کیلئے ایجنٹوں کی ضرورت

ہمیں اپنی مقبول عام مشین سیویاں کی فروخت کیلئے ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے شرائط لکھکر طے ہو سکتی ہیں قیمت مشین کلاں (۲) سالم (فقط) صرف (…) مشین خورد (…)

ایم عبد الرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

حمائل شریف کی قیمت میں خاص رعایت

مجھ سے خرید کر فائدہ حاصل کریں۔

یسرنا القرآن کی طرز پر سب سے پہلی حمائل شریف زرد اور سفید کاغذ پر چھپی ہوئی میرے پاس ہے۔ میں نے اس کی قیمت بجائے مبلغ دو روپے کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے حمائل شریف نہایت عمدہ چھپی ہوئی ہے۔ کاغذ اعلےٰ درجہ کا ہے۔ بوڑھے و بچے اس کو بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔

منشی محمد ابراہیم قادیان

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کیلئے ہمہ صفت موصوف ہے۔ اعضائے رئیسہ کی کمزوری کیلئے نہایت مفید ہے۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دماغ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑگئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاء اللہ نہایت مفید اور آرام پہونچانے کا موجب ہوگا۔ قیمت فی ڈبیہ (…)

عبد الرحمان کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام فضلوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد و سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (…)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ / ۰

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں۔ (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گودھی گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ (…) تین تولے کیلئے محصولڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے نظیر ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گری ہوئی پلکوں کو دوبارہ اگا دینا پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (…)

المشتہر نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

چھپ گئے! چھپ گئے!! چھپ گئے!!!

نئے سال کے نئے تحفے

حسب دستور سابق اس دفعہ بھی بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے مندرجہ ذیل نہایت ہی مفید اور عجیب و غریب علمی و روحانی تحفے بصرف زر کثیر تیار ہوئے ہیں۔ جن کو خریدنا اور اُن سے مستفید ہونا ہر ایک احمدی پر لازم و واجب ہے۔

لیکچر شملہ یہ سیدنا حضرت فضل عمر کا وہ معرکتہ الآرا لیکچر ہے جو ایک کثیر مجمع کے سامنے شملہ کی بلند چوٹیوں پر دیا گیا جن میں مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ داریاں پر نہایت ہی دلآویز پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور حالات حاضرہ پر بحث کرتے ہوئے جہاں مسلمانوں کو ان کے حقیقی فرائض سے آگاہ کیا گیا ہے۔ وہاں وہ راہیں بھی بتلائی ہیں جن پر چلکر وہ ملک میں عزت اور خوشحالی اور قوت و بزرگی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ حسن خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے جن لوگوں کو ملک اور قوم سے سچی الفت ہے۔ ان کو اس کا مطالعہ کرنا اشد ضروری ہے۔ قیمت صرف ۴ر

تواریخ مسجد فضل لنڈن مصنفہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ یہ دلآویز تصنیف بھی اپنی قسم کی پہلی تصنیف ہے۔ اس میں قابل مصنف نے جہاں احمدیہ مشن لنڈن کا آغاز۔ اس کی تبلیغی سرگرمیاں۔ بہترین نتائج اور اس کا غیر مسلم حلقہ سے شاندار خراج تحسین حاصل کرنے کا مفصل ذکر کیا ہے۔ وہاں مسجد فضل لنڈن کی بھی مکمل تواریخ قلمبند فرمائی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ کس طرح مرکز تثلیث میں ایک خدا کا نام بلند کرنے کیلئے مسجد کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا۔ اور پھر کن حالات میں اس کے لئے چندہ کی اپیل کیگئی اور پھر کس طرح جوش و اخلاص سے امید سے زیادہ رقم جمع ہو گئی۔ اور پھر کس طرح اس جمع شدہ رقم میں خدائے وحید نے برکت ڈالی اور ایکسچینج کی بدولت اصل سے بھی ڈیوڑھا روپیہ مل گیا۔ اور اس روپیہ کو کس طرح خرچ کیا گیا۔ اور آخر میں ایک نہایت ہی بارونق اور موزون مقام پر خدائے یگانہ کے ذکر کو بلند کرنے کیلئے ایک شاندار مسجد تعمیر ہو گئی اسی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کا بارہ حواریوں کے ساتھ لنڈن جانا۔ کانفرنس مذاہب میں مضمون سنانا۔ مضمون کی قبولیت۔ غیروں کا خراج تحسین لنڈنی اخبارات کا ہمدردانہ رویہ اور حضرت اقدس کے ورود مسعود اور وہاں کی شاندار کامیابی کا بالتفصیل ذکر۔ پھر مسجد کے سنگ بنیاد پر شاندار اجتماع۔ بڑے بڑے لوگوں کا ہجوم۔ لنڈن کے بڑے بڑے اخبارات کا ریویو۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہر موقعہ کی تصاویر شائع کرنا۔ اس کے بعد مسجد لنڈن کے افتتاح کی تقریب کا بھی تفصیلوار ذکر کیا گیا ہے۔ اور ہر موقعہ کے فوٹو بھی ساتھ ہی دئے گئے ہیں۔ اور ان تمام بڑے بڑے اخبارات کی آرا بھی جمع کی گئی ہیں جو اس مہتم بالشان اجتماع کے موقعہ پر شائع ہوئیں۔ الغرض یہ تصنیف اپنے اندر بہت سی دلچسپیوں کو لئے ہوئے ہے۔ جو صرف دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حجم ۱۲۰ صفحہ سے زائد۔ تختی بڑی تبیں نہایت ہی دلآویز اور بہترین ولایتی طرز کے نو ٹو کپڑے کی سنہری جلد اور اس پر مسجد کا سنہری نقشہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی بھی دیدہ زیب بہترین اور پرکشش ہے قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد ۱۴ر

ہمارا خدا یہ ضروری اور مفید تصنیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے افکار عالیہ کا نتیجہ ہے اس میں صاحب موصوف نے جہاں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات پر اسلامی نقطہ نگاہ سے پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ وہاں ان تمام اوہام و وساوس کا بھی کما حقہ ازالہ فرمایا ہے۔ جو نئی روشنی کے نوجوانوں کو مرعوب کئے ہوئے ہیں۔ مضمون جس قدر ادق اور مشکل ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔ مگر حضرت مصنف کا کمال یہ ہے۔ کہ جس بات کو بھی لیا ہے۔ اُسے ایسے سادہ اور عام فہم طرز پر ثابت کیا ہے۔ کہ معمولی استعداد کا آدمی بھی نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ لے۔ امید ہے کہ دوست اس نہایت ہی ضروری اور مفید تصنیف کو حاصل کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ کیونکہ فی زمانہ جس قدر اس مضمون کی ضرورت ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور اسی لئے ہر ایک خدا پرست کو نہ صرف خود اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان میں بیان کی گئی باتوں سے ان لوگوں کو بھی واقف کرنا چاہیئے۔ جو علم و عرفان کی کمی یا مغربی فلسفہ سے متاثر ہو کر اپنے خالق و مالک سے دور ہو رہے ہیں۔ حجم تقریباً پونے دو سو صفحہ اور لکھائی و چھپائی اور کاغذ بھی بہترین قسم کا لگوایا ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۲ر۔ مجلد ۱۴ر۔

سیرت المہدی حصہ دوم یہ بھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تالیف ہے۔ جنہوں نے اس لطیف اور ایمان پرور کتاب کا پہلا حصہ پڑھا ہے۔ وہ تو حصہ دوم کے لئے مدت سے بیقرار ہو رہے ہیں۔ مگر جنہوں نے ابھی تک اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ انہیں ہم بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ اپنے مطاع و محبوب کے حالات زندگی اور ان کے صحابہ کے عرفان پرور واقعات سے واقف ہونے کے خواہشمند ہیں تو اس کا ضرور ہی مطالعہ کریں۔ کیونکہ اس میں نہایت ہی محنت کوشش اور کاوش کے بعد خود چشم دید گواہوں کی عینی شہادتیں اور بیانات انہی کے لفظوں میں جمع کئے گئے ہیں۔ جو ایسے دلآویز روح پرور اور عرفان و ایقان کو بڑھانے والے ہیں۔ کہ بایدوشاید۔ یہی نہیں اس میں حصہ اول کی بعض روایات پر وارد شدہ اعتراضوں کا بھی جواب دیا گیا ہے۔ پہلی جلد کی چند محتاج تشریح روایات کو دوسرے راویوں کے بیانات سے واضح بھی کیا گیا ہے۔ اس کا حجم بھی تقریباً دو سو صفحہ ہی تختی بڑی۔ کاغذ ولایتی۔ لکھائی چھپائی بہترین قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد ۱۴ر

سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات یہ وہ ضروری اور نہایت ہی ضروری تصنیف ہے جو صیغہ دعوت و تبلیغ کی زیر نگرانی تصنیف کی گئی ہے۔ اس میں ان تمام کاموں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو خدمات اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ خود سلسلہ احمدیہ کے [illegible] کی تحریروں اور شہادتوں سے بھی اس امر کا ثبوت دیا گیا ہے۔ کہ اسلام کی حقیقی خدمت گزار اگر کوئی جماعت ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ ہر احمدی جماعت زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کرے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ جن لوگوں کو نادانی کے باعث کافر اور دشمن اسلام بتایا جاتا ہے۔ صحیح معنوں میں یہی مومن اور خادم اسلام ہیں اور انہی کی مبارک اور جانفروشانہ کوششوں کی بدولت اسلام کی عظمت قائم ہو رہی ہے۔ اس میں سلسلہ کے جن کاموں اور کوششوں کا ذکر ہے۔ ان کا اس جگہ دوہرانا بہت ہی تفصیل کو چاہتا ہے۔ جو مشکل ہے اس لئے یہاں صرف یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ اس طرز کی ایک کتاب بھی آجتک شائع نہیں ہوئی۔ احباب اُسے پڑھیں گے۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ یہ تبلیغی کاموں میں کس قدر مفید اور مؤثر ہو سکتی ہے۔ حجم ۸۸ صفحہ۔ قیمت ۸ر

اسباق القرآن حصہ سوم مصنفہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ یہی وہ مفید تصنیف ہے۔ جس کو اگر غور سے پڑھ لیا جائے۔ اور اسمیں بیان کئے گئے مطالب اور قواعد کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ تو پھر بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف با ترجمہ پڑھا جا سکتا ہے۔ قیمت حصہ اول ۸ر۔ حصہ دوم ۱۲ر۔ حصہ سوم ۱۴ر۔

سلسلہ ٹریکٹ تردید اصول وید اس سلسلہ کے ابھی چھ نمبر چھپے ہیں جن میں نہایت ہی سنجیدگی۔ متانت اور معقولیت کیساتھ خود آریہ سماج کی مسلمہ کتابوں کی بنا پر ہی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ وید جنہیں الہامی بتایا جاتا ہے الہامی گیان نہیں۔ بلکہ مختلف رشیوں کی تصنیف ہیں۔ چھ کی قیمت ۴ر۔ اور جو لوگ تقسیم کرنا چاہیں۔ انہیں ۲ر فی سینکڑہ کے حساب سے ملیں گے

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل کتب بھی موجود ہیں مترجم قرآن شریف بطرز تفسیر القرآن [illegible] مشاہدات عرفانی ۸ر۔ سیرۃ مسیح موعود مصنفہ حضرت عرفانی حصہ اول ۴ر۔ دوم ۲ر۔ حصہ سوم ۴ر۔ حیات ناصر ۱۰ر۔ جان پدر ۱۰ر +

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان کی خبریں

—— گوردا سپور ۱۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ نیو ایجرٹن اور دھاریوال کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ مزدوروں کا مطالبہ ہے۔ کہ کام کے اوقات میں تخفیف کی جائے اور مزدوری بارہ آنہ کی جائے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس بہت سے کانسٹیبل لیکر دھاریوال پہونچ گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۷ جنوری۔ آج ۹ بھکیاروں کو زیر دفعہ ۱۲۲ ریلوے ایکٹ بدیں الزام سپرد عدالت کیا گیا ہے۔ کہ وہ ریلوے کی عمارتوں میں بھیک مانگ رہے تھے۔

—— سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب کے متعلق اس بات کا ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ وہ اسی سال رخصت پر جائیں گے۔ لیکن اس کا امکان ضرور ہے کہ اگر آپ رخصت پر گئے۔ تو آپکی جگہ سر جافرے دی مونٹ مورنسی کام کریں گے۔

—— نئی دہلی۔ ۱۷ جنوری۔ دہلی کے مشہور بیرسٹر مسٹر آصف علی کی نسبت نینی تال کے مسٹر دویندر ناتھ گنگولی کی دختر مس گنگولی کے ساتھ قرار پائی ہے۔ شادی تین ہفتے کے اندر اندر بمقام دہلی سول میرج ایکٹ کے ماتحت رچائی جائے گی +

—— بنارس ۱۷ جنوری۔ آج پولیس نے دو پانچ روڈ پر گاندھی آشرم کی تلاشی لی۔ کچھ خطوط اپنے قبضے میں کر لئے اور آشرم کے مہتمم ایل چندر کو گرفتار کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تلاشی بنارس کے ایک پولیس افسر کے قتل کے سلسلے میں لی گئی ہے۔

—— پشاور ۱۲ جنوری۔ ایشر سنگھ عرف ڈھلا سنگھ کو پشاور شہر کے ریلوے سٹیشن پر دو من چرس کے چار پارسل لدھیانہ کے کسی رام سنگھ اکالی کے نام بلٹی کراتے وقت گرفتار کیا گیا ہے۔

—— بنارس ۱۷ جنوری۔ پنڈت مالویہ جی نے پریس کے نمائندہ کو دوران ملاقات میں تبلایا کہ اگر شاہی کمیشن کا بائیکاٹ کامیاب ہو گیا۔ تو اس صورت میں ہندوستان اس قابل ہو جائیگا۔ کہ سنہ ۱۹۳۰ء میں سوراجیہ حاصل کر سکے

—— بھوپال ۱۶ جنوری۔ نواب نصر اللہ خاں آنجہانی کی صاحبزادی اور والئے بھوپال کی برادر زادی نوجہاں بیگم عرصہ دراز کی علالت کے بعد جنوری کے پہلے ہفتے میں راہگیرائے عالم جاودانی ہو گئیں۔

—— دہلی ۱۷ جنوری۔ کل مسٹر لیوس سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک درجن صابون سازوں کا ایک جرم میں چالان

ہوا۔ کہ انہوں نے صابون سازی کے لئے لائسنس حاصل نہیں کیا عدالت نے تمام ملزموں پر تین تین روپے کا جرمانہ کیا۔

—— لاہور ۱۸ جنوری۔ پنجاب کونسل کا دوسرا اجلاس جو ۲۵ نومبر کو غیر معین مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا تھا۔ سنا گیا ہے ۲۰ فروری ۱۹۲۸ء ایوان کونسل میں منعقد ہوگا۔

—— پنجاب ہندو سبھا کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۰ جنوری کو لاہور میں پنجاب کے ممتاز اور سرکردہ ہندوؤں کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں مدراس کانگرس کی قرارداد مفاہمت اور سائمن کمیشن کے متعلق غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا جائے گا +

—— لاہور ۱۷ جنوری۔ حضرو میں زنانہ ہسپتال کی افتتاحی رسم ادا کرتے ہوئے گورنر صاحب نے اپنے جوابی ایڈریس میں فرمایا۔ کہ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے۔ کہ وزارت لوکل سیلف گورنمنٹ نے اب قطعی طور پر یہ پالیسی اختیار کر لی ہے۔ کہ ہر ایک ضلع میں ایک زنانہ ہسپتال مہیا کیا جائے۔ اور ہر ایک تحصیلی ہسپتال میں ایک زنانہ سیکشن۔

—— لاہور ۱۸ جنوری۔ آج اختر علی خاں صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر اخبار زمیندار کی گرفتاری زیر دفعہ ۸-۱۰ ضابطہ فوجداری "مسلمان اور تجارت" وغیرہ مختلف مضامین شائع کرنے کے الزام میں عمل میں لائی گئی ہے۔ مسٹر ٹنسن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بورسٹل جیل میں آپ کو پچیس پچیس ہزار روپیہ کی دو ضمانتوں اور پچاس ہزار روپیہ کے ذاتی مچلکہ پر رہا کیا ہے۔ ضمانتیں ڈاکٹر محمد عالم صاحب اور مولوی نور الحق پروپرائٹر مسلم اوٹ لک نے دی ہیں +

—— ہوشیارپور ۱۷ جنوری۔ سردار ہربخش سنگھ بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل نے مہاراجہ اندور کو ذیل کا تار ارسال کیا ہے۔

"مہاراجہ سے حقیقی ہمدردی کے طور پر میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ آپ کا بیاہ سکھ آنند میرج ایکٹ کی رو سے جائز ہے آپ براہ مہربانی سہج دھاری شکل سے سکھ دھرم کو قبول کر لیں۔ اور لمبے کیس نہ رکھیں۔ امراء اور راجاؤں کے درمیان ایسی نظائر مل سکتی ہیں"

—— اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم طہران مظہر ہے۔ کہ ایک امریکن سکول محض اس وجہ سے بند ہو گیا۔ کہ اسے حکومت ایران کی طرف سے قرآن کی تعلیم کو بھی درسیات میں شامل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مشنری سکول نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا

ممالک غیر کی خبریں

—— بصرہ ۱۶ جنوری۔ مفروضہ وہابی حملہ آوروں کے خلاف عراق نے ہوائی تاخت و تاراج شروع کر دی ہے۔ کلدانیوں کے شہر رے میں اس مہم کا مرکز تجویز کیا گیا ہے۔ ہوائی جہاز ہر روز صحرا پر پرواز کرتے اور گولے پھینکتے ہیں اور باغیوں کے راہنما فیصل الدریش کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ جس گاؤں میں ان کا مکان ہے۔ اس کی نسبت اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ لوگ اسے خالی کر گئے ہیں۔ جب جہاز وہاں پہونچے۔ تو وہاں ایک متنفس بھی موجود نہ تھا +

—— لندن ۱۵ جنوری۔ مسٹر ٹامس ہارڈی مشہور ناول نویس کی وفات پر متوفی کے لئے دو قبریں تجویز کی گئی ہیں۔ ویسٹ منسٹر ایبے میں آپ کا جسم مدفون ہونا قرار پایا۔ اور متوفی کی وصیت کے مطابق آپ کا دل سٹنس فورڈ کے گرجا میں اپنے بزرگوں اور سابقہ بیوی کی قبروں کے پاس دفن کیا گیا۔

—— دی آئینا ۱۴ جنوری۔ صوبہ سیبنیا میں شدید قحط برپا ہونے سے وہاں کے باشندے سینکڑوں کی تعداد میں گھر بار چھوڑ کر دیگر علاقہ جات کو نقل مکان کر رہے ہیں بعض فاقہ کش کسان اشیاء خوردنی کے لئے اردگرد دیہات میں لوٹ کر رہے ہیں +

—— نیویارک ۱۶ جنوری۔ مادر ہند کی مصنفہ مس کیتھرائن میو نے اخبار لبرٹی میں مہاتما گاندھی کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں وہ لکھتی ہیں۔ کہ مہاتما جی کے الزامات بالکل غلط ہیں۔ میرے پاس وہ دستاویزیں موجود ہیں۔ جن میں مہاتما جی نے خود میرے بیانات کی تصدیق کی ہے۔

—— پیرس ۱۳ جنوری۔ شہزادہ اسمٰعیل ولیعہد ٹونس کی وفات پر پیرس کے اخبارات میں عجیب و غریب خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ پہلے ایک عرب لڑکی شہزادہ پر جادو کرنے کے جرم میں گرفتار کی گئی تھی اور اس کو درے لگانے کی سزا کا حکم ہوا تھا۔ لیکن اپیل میں بری کر دی گئی۔ اس موت کا باعث بھی اسی لڑکی کو خیال کیا جاتا ہے۔

—— وائنا ۱۴ جنوری۔ یوگوسلافیہ کے علاقہ میں میری ابروف نام ایک نوجوان لڑکی نے سکاپچی کے گورنر ویلیسر پر ملک کو کل گولی ماردی۔

—— شنگھائی ۱۳ جنوری۔ ۲۲ دسمبر کو دس اطالوی چینی پادری اور راہبہ عورتوں کی جماعت کو اشتراکیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ آج برطانوی تباہ کن جہاز سرفٹ نے ان کو رہا کرالیا ہے